ہندوستان میں فتنۂ نجدیہ و اسماعیلیہ کی تفصیلی تردید پر
مشتمل تیرہویں صدی ہجری کی ایک شاہ کار اور مشہورِ زمانہ تصنیف

سَیفُ الجَبَّار

از
سیفُ اللہ المسلول معینُ الحق
مولانا شاہ فضلِ رسول قادری بدایونی قدس سرہ السامی

تقدیم و تحقیق، تخریج و ترتیب
مولانا عطیف قادری بدایونی

ناشر:
تاج الفحول اکیڈمی، بدایوں

پہلا باب: [فتنہ نجدیہ کا ظہور اور اس کا تاریخی پس منظر]

پہلے باب میں مذہب نجدیہ کے پیدا ہونے اور اُس کے پھیلنے کی کیفیت ہے۔

اصل اس فتنے کی یہ ہے کہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **اللھم بارک لنا فی شامنا و یمننا** یعنی اے اللہ! برکت دے ہمارے ملک یمن میں اور ملک شام میں، **قالوا و فی نجدنا؟!** یعنی لوگوں نے عرض کیا کہ ملک نجد کے واسطے بھی دعا فرمایئے، آں حضرت ﷺ نے پھر دعا فرمائی واسطے ملک شام و یمن کے، پھر لوگوں نے عرض کیا ملک نجد کے، آخر کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **ھناک الزلازل و الفتن و بھا یطلع قرن الشیطان** یعنی نجد میں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور اُس سے نکلے گی امت شیطان کی۔☆

اے مسلمانو! دیکھو یہ معجزہ پیغمبر خدا کا بارہ سو برس کے بعد ظاہر ہوا۔

شرح اُس کی یوں ہے کہ ۱۲۰۳ھ میں سلطان عبدالحمید خان غازی بادشاہ روم (کہ بڑا عادل و دین دار صاحب عزم تھا) جنت نصیب ہوا۔ سلطان سلیم ثالث اُس کے بھتیجے نے اُس کے بیٹوں کو نظر بند کیا اور زبردستی سے بادشاہ ہو گیا اور بہت امیروں اور سرداروں کو اس خیال سے کہ ہوا خواہ [خواہش پرست] سلطان اور اُس کی اولاد کی سلطنت کے خواہاں ہیں، مع اکثر فوج عمدہ کے حالت غفلت میں بہ مجرد قبض روح سلطان مرحوم کے مروا ڈالا اور رعیت پر بھی ظلم شروع کیا۔ ایسی باتوں سے روم کی سلطنت میں خلل پڑ گیا، سارے صوبے کہ ترکی زبان میں پاشا کہلاتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے بادشاہ کہ سلطان روم کے تابع تھے سب پھر گئے، آپ کو حاکم ہو گئے، سلطان کا حکم کچھ نہ رہا، آپس میں لڑائیاں ہونے لگیں جو

☆ صحیح بخاری: عن ابن عمر قال ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللّٰھم بارك لنا فی شامنا اللھم بارك لنا فی یمننا قالوا یا رسول اللّٰہ و فی نجدنا قال اللھم بارك لنا فی شامنا اللھم بارك لنا فی یمننا قالوا یارسول اللّٰہ و فی نجدنا فاظنه قال فی الثالثة ھناك الزلازل و الفتن و بھا یطلع قرن الشیطان۔ (کتاب الفتن / باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الفتنة من قبل المشرق / حدیث نمبر ۷۰۹۴)

زبردست ہوگیا- کم زور کا ملک چھین لیا- تمام ملکوں میں کہ روم کی بادشاہی کے حکم میں تھے بڑی بے انتظامی ہوگئی- ہر ایک کو حوصلہ ہوا حکومت اور بادشاہی کا، جس کے ساتھ کچھ شورہ پشت [نافرمان اور سرکش] مفسد اکٹھے ہوگئے، جس مکان پر قابو پایا وہاں کا حاکم بن بیٹھا-

حرمین محترمین یعنی مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ سے جو ملک متعلق تھا اُس کی حکومت بہت مدت سے مکہ کے شریف کی تھی یعنی ایک سردار اولادِ رسول اللہ ﷺ سے وہاں کا مالک رہتا تھا اور اُسی کا حکم تھا اور اُس ملک کا بہت حاصل نہ تھا، ہر موسم حج میں سلطان روم کے یہاں سے ایک امیر فوج کے ساتھ آتا تھا اور نقد وجنس بے شمار لاتا اور وہاں کے سادات اور اہل خدمات کو علی حسب المراتب پہنچاتا اور عام رہنے والوں کو مکہ اور مدینہ اور اُن کے گرد نواح کے واسطے بھی جو مقرر تھا دیتا اور ہدیہ اور نذریں سوائے مقرر کے سلطان اور ہر ایک وزیر امیر کی طرف سے بہت سی آتی تھیں کہ سب آمدنی کا حساب کروڑوں کو پہنچتا تھا اور فوج سلطانی کو اگر شریف کسی سرکش گروہ کی تنبیہ کا حکم دیتا، بجالاتی، اس سبب سے وہاں کے رہنے والے سب خوش وخرم آرام تمام سے زندگی بسر کرتے تھے- جب روم کی سلطنت بگڑ گئی ان سب باتوں میں خلل پڑ گیا، شریف کی شوکت نہ رہی، مفسد لوگوں نے ہر طرف سے سر اُٹھایا، بڑے بڑے حادثے اور فتنے برپا ہوئے، سب سے بُرا اور بڑا فتنہ نجد کے رہنے والوں کا ہے (کہ وہ ایک ملک ہے حجاز وعراق کے بیچ میں) اور شیطان ملعون اُسی نجد کے شیخ کی صورت بن کے مکہ کے کافروں کا شریک مشورہ ہوا تھا رسول اللہ ﷺ کی دشمنی کے لیے، اس سبب سے شیطان کو ''شیخ نجدی'' کہتے ہیں-

[عبدالوہاب نجدی اور فتنے کا ظہور]:

اس حادثے کا کیا بیان کروں! مکہ مدینہ کے رہنے والوں نے یزید علیہ ماعلیہ اور حجاج پلید کے ظلم جو کانوں سے سنے تھے، نجدیہ کے ہاتھ سے اپنی آنکھوں سے دیکھے- تفصیل اُس کی یہ ہے کہ عبدالوہاب نام ایک رئیس نجد کا بڑا چالاک ہوشیار تھا اور باپ دادے اُس کے علم ظاہری اور باطنی میں اُس ملک کے مقتدا اور صاحب سلسلہ تھے اور اُس خاندان کا اُس ملک میں بڑا اعتبار تھا- عبدالوہاب نے حال سلطنت کی خرابی کا دیکھ کر ارادہ کیا بادشاہی کا اور یہ صلاح ٹھہری کہ دین داری کے حیلے سے لوگوں کو جمع کر کے مکہ اور مدینہ کو اپنے تصرف میں لے لیجیے کہ فوج ولشکر سے خالی ہیں اور مال وخزانہ اُن میں بے شمار ہے، جب یہ ملک قبضہ میں آگیا اور خزانہ بے شمار ہاتھ لگا پھر آگے اور ملکوں پر دخل ہوجانا آسان ہے، کیوں کہ وہ سب آپس میں نفاق اور نزاع کے سبب خراب حال ہیں- یہ صلاح ٹھہرا کر عبدالوہاب مع اپنے عزیزوں،

قریبوں کے وعظ کہنے اور مرید کرنے میں (کہ طریقہ باپ دادے کا تھا) خوب مشغول ہوا اور خلائق کو اپنا معتقد و مطیع کر جمعہ کے دن مجمع عام کیا اور بڑے آدمیوں کو اطراف و جوانب سے بلایا اور بطور وعظ کے کہا کہ:

> شرع میں بادشاہ ضرور ہے، احکام دین کا جاری ہونا، ظالم کا تدارک، مظلوم کی دادرسی، عید جمعہ وغیرہ سب بادشاہ پر موقوف اور بادشاہ روم و شام صرف برائے نام ہے، حکم اُس کا ذرا نہیں، اُس کو بادشاہ کہنا جھوٹ بولنا ہے کہ بڑا گناہ ہے اور خطبے میں (کہ عبادت ہے) جھوٹ بولنا نہات ہی بے جا ہے۔ چاہیے کہ سب حاضرین مل کر ایک شخص کو سردار مقرر کریں، مگر مجھ کو معاف رکھیں کہ دنیا کی طرف رغبت نہیں رکھتا ہوں۔

پہلے اُن لوگوں نے جو ملے ہوئے تھے، پھر سبھوں نے کہا کہ سوائے آپ کی ذات شریف کے اور کوئی اس کام کے لائق نہیں ہے۔ کہا کہ مجبور ہوں جماعت مسلمین کے خلاف کیوں کروں، لاچاری سے قبول کرتا ہوں، مگر ایک شرط سے کہ عقائد اعمال میں میرے مطیع رہو اور میرے حکم سے نہ پھرو۔

آخر سب سے بیعت لے کر امیر المومنین بنا اور نام اُس کا سلطان کے نام کی جگہ خطبے میں داخل ہوا، قصبہ ورعیہ کو کہ وطن تھا تخت گاہ قرار دے کر اپنی اولاد و اقارب کو شہروں کا حاکم کیا اور عدل و انصاف، دین داری و تاکید نماز روزہ کی خوب جاری کی اور اجلاس امامت کے روز سے ملک کا انتظام اپنی ذریّہ کے حوالے کیا اور آپ مشغول ہوا ایک نیا مذہب بنانے میں کہ اہل سنت و جماعت وغیرہ کے مشہور مذہبوں سے جدا ہو کہ اُس مذہب کی رو سے وہ کافر ٹھہریں۔ کچھ مسئلے متفرق خارجیوں کے، کچھ معتزلیوں کے، کچھ ملاحدہ ظاہریہ وغیرہ کے مذہبوں سے لے کر کچھ اپنے دل سے جوڑ کر ایک رسالہ بنایا، محمد نام☆ اُس کے چھوٹے بیٹے نے اُس میں بڑھا کر ''کتاب التوحید'' رکھا اور پھر اُس کو آپ اختصار کیا۔ حاصل اُس کا یہ کہ تمام امت مرحومہ کافر ہے، خصوصاً رہنے والے حرمین شریفین کے تا کہ اُن کا لوٹنا اور مار ڈالنا جہاد ٹھہرے۔ چند نسخے اُس کے حاکموں کے پاس بھیجے گئے، حاکموں نے اُسے ظاہر کیا، محکوموں نے قبول کیا اور بہت خوش ہوئے کہ مکہ کی لوٹ اور جہاد کا ثواب۔

[مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ میں سلب ونہب اور غارت گری]:

آخر سعود نام اخبث ذریّہ اُس عاقبت نامحمود نے بنام نہاد زیارت کعبہ ۱۲۲۱ھ اور آخر ایام سلطنت

☆ حالات جاننے کے لیے ملاحظہ ہو: ص 252

سلطان سلیم ثالث میں بڑی بھیڑ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے گھر پر چڑھائی کا ارادہ کیا- یہاں کے رہنے والے اُن کا پہلا حال عدالت اور دین داری کا سن کر اُن کے آنے سے بہت خوش اور مشتاق ملاقات کے ہوئے، مگر چند آدمی کہ قریب اس عزیمت کے وہاں گئے تھے اور نئے دین کا حال دیکھ سن کر آئے تھے، اُنھوں نے مکہ میں اُس کا تذکرہ کیا اور لوگوں نے شریف سے عرض کی کہ حال اُن کا اچھا نہیں ہے، ترک فوج کو شام و مصر کی چھاؤنیوں سے بلوائے و یا عرب کے قبائل کو جمع کیجیے اور نجدیہ کا بندوبست کرنا ضرور ہے کہ سرحد حجاز میں نہ آ جائیں، اگر وہ یہاں آ گئے تو پھر کچھ تدارک نہیں ہو سکے گا- شریف نے اُسی پہلے حال سے دھوکا کھا کر کہا کہ معاذ اللہ مَیں خانۂ خدا کی زیارت کرنے والوں کو روکوں! اور کہنے والوں پر بڑا غصہ کیا کہ پھر کوئی اس طرح کی مفسدانہ بات نہ کہے-

اس عرصے میں خبر آئی کہ سعود نامسعود انبوہ نامعدود [لا تعداد لشکر] لے کر مکہ پر آتا ہے، پھر لوگوں نے شریف سے کہا کہ آپ کی غفلت سے حرم کا ہتک اور جانوں کا قتل اور مالوں کی لوٹ ہو جائے گی، شریف نے وہی جواب دیا کہ مسلمان سنت پر چلتے اور تقوے کا دعویٰ رکھتے ہیں، ایسے بڑے گناہ اُن سے نہیں ہونے کے، یہاں یہی قیل وقال رہی کہ وہ اشقیا قرن المنازل تک (کہ میقات نجد کا ہے) آ پہنچے وہاں سے مکہ کو چھوڑ، دوڑ ماری طائف پر اور بے جہت اور بے باز پرس چاروں طرف سے گھیر کے مارنا شروع کیا، جو سامنے آیا کیا مرد، کیا عورت، کیا چھوٹا، کیا بڑا سب کو شہید کیا اور مسجد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اور آثار متبرکہ سب ڈھا کر زمین سے برابر کر دیے، تمام مال و متاع پر تصرف کر، گماشتے چھوڑ مارا مار آئے مکہ معظّمہ پر، ایک منزل مکہ باقی رہا تھا کہ کچھ بچے بھاگے طائف کے آگے آ پہنچے اور طائف کا ماجرا شریف سے عرض کیا- شریف کے پاس صرف پانچ سو غلام اور مدد بلانے کی مہلت کہاں اور کتاب التوحید بھی ایک دن پہلے مکہ میں آئی تھی، علمائے مکہ نے اُس دن حرم میں اجماع کیا کفر پر نجدیہ کے اور حرم کے خدام اور شہر و بازار کے لوگوں کو متفق کیا اُن سے لڑنے پر اور فتویٰ اجماعی مہری چاروں مذہبوں کے عالموں کا بعد مغرب کے شریف کو دیا اور کہا کہ سب مسلمان آپ کے ساتھ لڑنے کو تیار ہیں اور سامان درست کرنے میں لڑائی کے مشغول ہیں، علی الصباح آپ سب جمعیت کے ساتھ حرم کی حد پر چل کر اُن کو روکیں اور لڑیں- یہ ماجرا اجماع وغیرہ کا جمعہ کے دن ساتویں محرم ۱۲۲۱ھ کو ہوا اور آٹھویں تاریخ صبح کو سب لوگ تیار منتظر شریف کی برآمد کے تھے، شریف برآمد نہ ہوئے، طائف کا حادثہ سن کر گھبرا گئے اور اپنی غفلت پر شرمندہ اور فوج کے نہ ہونے سے ڈرے ہوئے اور ابھی تک اس شبہ میں

کہ شاید طائف والوں نے پہلے قصہ شروع کیا ہو اور اس گمان پر مطمئن کہ طائف میں جو ہوا سو ہوا، حرم میں تلوار نچلا دیں گے اور لوٹ مار نہ کریں گے کہ کلمہ پڑھتے ہیں- لوگوں نے ہر چند عرض کیا کہ یزید و حجاج و قرامہ کے وقت میں کیا کیا نہیں ہوا، وہ بھی کلمہ پڑھتے تھے اور حال نجدیہ کے عقائد کا کتاب التوحید سے اور افعال کا واقعۂ طائف سے ظاہر ہو گیا ہے اور ہر طرح کی باتیں بہ وسائط معروض کیں، مگر شریف باہر نہ نکلے-

اس عرصے میں شریف کے غلام بھی اہل شہر سے متفق ہوئے اور شریف سے اذن چاہا، شریف نے کہا کہ مَیں حکم قتال کا بیت اللہ کی زیارت کو آنے والوں کو کیوں کر دوں- اس تکرار میں پھر دن آ گیا اور کوئی بات قرار نہیں پائی تھی کہ ناگہاں خبر آئی کہ نجدیہ تلواریں مارتے اور لوٹ کرتے ہوئے داخل حد حرم کے ہوئے، اُس وقت شریف کو اُن خبیثوں کی خباثت کا یقین ہوا، سوا بھاگ جانے کے کچھ چارہ نہ دیکھا- اپنے غلاموں کو ساتھ لے جدے کو چلے گئے اور وہاں کے قلعے میں پناہ پکڑی اور مکہ کے رہنے والے مرد و عورت گھروں کو چھوڑ کر کچھ پہاڑوں پر چڑھ گئے، کچھ مسجد حرام کو پناہ سمجھ کر اُس میں آٹھہرے- نجدی بے دین بے اس کے کہ کوئی مقابلہ کرے چاروں طرف سے کمال سفا کی اور بے باکی کے ساتھ مسجد حرام میں گھسے، وہ لوگ کہ کعبہ کے پردے میں چھپے اور قبہ زمزم و حطیم و مقام ابراہیم میں دبے ہوئے تھے اُن کا بھی پاس نہ کیا- اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن. (البقرۃ:۱۵۶)

کیا کہوں جو اُنھوں نے کیا، دل یاری نہیں دیتا! حجر اسود تک ان کے ظلم سے نہ بچا کہ اُس میں بھی صدمات زد و ضرب سے شق آ گیا- تمام مال شریف اور اہل مکہ کے گھروں کا اور حرم کے کارخانوں کا اور نذور کعبہ اپنے تصرف میں لے لیا اور کچھ نہ چھوڑا- جب حکم دیا کہ اہل مکہ پہاڑوں سے آ کر اپنے گھروں میں آباد ہوں جس کے ہاتھ میں ہتھیار ہو اُس کو مار ڈالو، لیکن مکہ کے شریفوں کی قوم سے (کہ رسول اللہ ﷺ کی اہل بیت اور سیادت اُن کی صحیح اور تمام عالم میں معتبر) کسی کو امان نہیں۔ کیا مرد، کیا عورت، کیا چھوٹا، کیا بڑا جہاں پاؤ مار ڈالو- اس حکم کے مشہور ہونے سے اہل بیت نبوی میں جس کو طاقت بھاگنے کی تھی جدھر کو راہ پائی آوارہ ہو گئے اور جوان اشقیا کے ہاتھ پڑا شہید ہوا- باقی ماندہ لوگ اپنے گھروں میں آئے کہ اور سامان و اسباب سے صاف خالی تھے-

اے مسلمانو! سنو اور روؤ اور عبرت پکڑو- جس جگہ کے جانور کا شکار کرنا اور سایہ پانی سے بھگانا اور درخت کاٹنا اور گھاس اُکھاڑنا اور پتہ جھاڑنا حرام ہو اور آدمی وہاں گناہ کے قصد کرنے پر ماخوذ ہو اور